مکنون



ایمان رائے



ناول انتظار کرلے گا، یہیں رہے گا؛ مگر نماز کا وقت گزر جائے گا، پہلے نماز پڑھ لیجیے۔

(This page is Inspired by the late Ishtiaq Ahmed
May Allah bless his soul)

انتساب

ان سب کے نام۔۔۔

جو کبھی خود کو دوسروں سے کم سمجھ بیٹھے۔۔۔

جو دوسروں کی نظر میں اپنی قدر ڈھونڈتے ڈھونڈتے
اپنی ہی نظر میں چھوٹے ہو گئے۔

یہ کہانی اُن سب کے نام۔۔۔

جنہیں ایک دن خود کو پہچاننا تھا۔

پیش نظر

مکنون۔۔ وہ جو ظاہر کی نگاہوں سے اوجھل ہو، مگر اپنے اندر ایک پوری حقیقت، ایک راز اور ایک ان کہی داستان چھپائے ہوئے ہو۔

مکنون صرف محبت، محل اور سازش کی داستان نہیں، بلکہ تقدیر، ایمان، غربت، انسان کے انتخاب اور اس سوال کی کہانی ہے کہ اگر انسان خود کو بدقسمت سمجھتا رہے تو کیا وہ واقعی بدقسمت ہے، یا شاید اسے صرف اُس جگہ سے نکالا جا رہا ہے جہاں اس کی قدر نہیں تھی تاکہ اسے اُس مقام تک پہنچایا جا سکے جہاں اس کی اصل پہچان اس کی منتظر ہو۔

کبھی کبھی زندگی ہمیں وہاں نہیں لے جاتی جہاں ہم جانا چاہتے ہیں۔۔ وہ ہمیں وہاں لے جاتی ہے جہاں ہمیں اپنے آپ سے ملنا ہوتا ہے۔

ہم میں سے کتنے ہی لوگ اپنی زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر یہ سوچ لیتے ہیں کہ شاید ہم دوسروں سے کم ہیں۔ شاید ہم میں کوئی ایسی کمی ہے جس کی وجہ سے ہمیں وہ محبت نہیں ملی جس کے ہم خواہش مند تھے۔ شاید ہماری قسمت ہی خراب ہے۔ شاید خوشیاں دوسروں کے حصے میں لکھی جاتی ہیں اور ہمارے حصے میں صرف انتظار، محرومیاں اور ادھورے خواب آتے ہیں۔

مگر کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟ یا کبھی کبھی مسئلہ ہماری قدر کا نہیں۔۔ ہماری جگہ کا ہوتا ہے۔

کبھی ایک انسان برسوں ایسے لوگوں کے درمیان رہتا ہے جو اس کی خوبیوں کو دیکھنے کے بجائے اس کی خامیاں گنتے رہتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ وہی ماننے لگتا ہے جو دنیا اسے بتاتی ہے۔ اپنے خواب چھوٹے کر لیتا ہے، اپنی خواہشوں کو خاموش کر دیتا ہے، اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب وہ خود کو بھی اسی نظر سے دیکھنے لگتا ہے جس نظر سے دنیا اسے دیکھتی رہی۔

مکنون اسی سفر کی ایک جھلک ہے۔۔ ایک ایسے سفر کی، جہاں کچھ راستے انسان خود چنتا ہے، اور کچھ راستے تقدیر اس کے سامنے لا کھڑے کرتی ہے۔

جہاں محبت ہے، مگر محبت کے ساتھ یہ سوال بھی ہے کہ کیا کسی کو چاہنے کے لیے خود کو کھو دینا ضروری ہے؟

جہاں اعتماد ہے، مگر ساتھ یہ حقیقت بھی کہ ہر قریب آنے والا مخلص نہیں ہوتا۔

جہاں انسانوں کے درمیان بننے والے رشتے کبھی سہارا بن جاتے ہیں اور کبھی وہی رشتے آزمائش کا سب سے مشکل مرحلہ بن جاتے ہیں۔

یہ کہانی شاید تمہیں یہ بھی سوچنے پر مجبور کرے کہ کسی پر بھروسا کرنا اور کسی پر اندھا بھروسا کرنا ایک بات نہیں۔

جو شخص واقعی تمہارا ساتھ نبھانا چاہتا ہو، وہ حالات بدلنے پر تمہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ فاصلے دیکھ کر راستہ بدلنے کے بجائے راستہ تلاش کرتا ہے۔

شاید ایک دن اسے تم تک پہنچنے کے لیے صرف ایک شہر نہیں۔۔ ایک پوری دنیا پار کرنی پڑے۔ مگر وہ پھر بھی آئے گا۔

اس کہانی میں کچھ ایسے لمحے بھی ہیں جہاں شاید تم رک کر سوچو دنیا کتنی ہی بدل جائے، زمانہ کتنا ہی محفوظ کیوں نہ دکھائی دے، اپنے بچوں کے معاملے میں ایک لمحے کی غفلت کبھی کبھی ایسی قیمت مانگ سکتی ہے جسے پوری زندگی بھی واپس نہیں کر سکتی۔

اور پھر اس سب کے درمیان ایک اور حقیقت ہے، شاید سب سے بڑی حقیقت۔ اللہ پر یقین۔

کیونکہ انسان جب اپنے سارے راستے بند دیکھتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ دعا کرتا ہے۔ پھر انتظار کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی انتظار اتنا طویل ہو جاتا ہے کہ دل میں یہ خیال آنے لگتا ہے کہ شاید اس کی دعا سنی ہی نہیں گئی۔

مگر کیا ہر تاخیر کا مطلب یہی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی؟ کیا ہر بند دروازہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے راستہ ختم کر دیا؟

یا شاید۔۔ اللہ اس کے لیے ایسا راستہ بنا رہا ہوتا ہے جسے انسان اپنی محدود نگاہ سے دیکھ ہی نہیں سکتا؟

کبھی راستہ فوراً نہیں کھلتا۔ کبھی دعا کے بعد حالات پہلے سے زیادہ مشکل محسوس ہونے لگتے ہیں۔ کبھی انسان جس چیز کو اپنی خوشی سمجھ کر مانگتا ہے، وہی اس کے لیے درست نہیں ہوتی۔ اور کبھی اللہ انسان کو وہ نہیں دیتا جس کے لیے وہ رو رہا ہوتا ہے۔۔۔ کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ اسے آخر کار کس مقام تک پہنچانا ہے۔ انسان صرف مانگتا ہے۔۔ اللہ انجام جانتا ہے۔

یہ کہانی تمہیں کچھ ایسے سوال بھی دے گی جن کے جواب شاید تمہیں خود تلاش کرنے ہوں گے۔

ممکن ہے اس کے کسی کردار میں تمہیں اپنا ایک حصہ دکھائی دے۔ ممکن ہے کسی منظر میں تمہیں اپنی کوئی پرانی تکلیف یاد آ جائے۔

ممکن ہے کسی کردار کا فیصلہ تمہیں اپنے کسی فیصلے کی یاد دلا دے۔۔ اور ممکن ہے کسی موڑ پر تمہیں یہ احساس ہو کہ جس چیز کو تم اپنی زندگی کا اختتام سمجھ رہے تھے۔۔ وہ شاید کسی اور زندگی کی ابتدا تھی۔

اور شاید زندگی کا سب سے خوبصورت راز یہی ہے کہ جب انسان اپنی قدر پہچاننے والی جگہ تک پہنچتا ہے۔۔۔ تو اسے پہلی بار سمجھ آتا ہے کہ جسے وہ اپنی بدقسمتی سمجھتا رہا، وہ دراصل اسے اُس مقام تک لے جانے والا راستہ تھا جہاں اس کی اصل پہچان، اس کی اصل خوشی اور اس کی اصل کہانی اس کی منتظر تھی۔

شاید اسی لیے کچھ کہانیاں مکنون رہتی ہیں۔۔۔ تاکہ وقت آنے پر تقدیر خود انہیں آشکار کرے۔

(یہ ناول میری ذاتی تخلیق ہے۔ اسے لکھتے ہوئے کسی مصنف، کتاب یا تحریر کی نقل نہیں کی گئی۔ براہِ کرم اس ناول کے کسی بھی حصے کو میری اجازت کے بغیر کاپی، پیسٹ، دوبارہ شائع، یا اپنے نام سے منسوب نہ کریں۔)

قسط نمبر

08

دربار لگ چکا تھا۔ شاہی محل کے بیشتر افراد دربار میں موجود تھے۔ محل کے باہر غیر معمولی خاموشی تھی۔

گلنار نے آہستگی سے آئرین کا ہاتھ تھاما اور محل کے عظیم دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کہاں جارہی ہو؟" دروازے پر کھڑے سپاہی نے انہیں روک لیا۔

"شہزادی کے حکم سے۔۔۔" گلنار نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا

"آئرین کو شہر سے باہر تازہ ہوا کھلانے لے جارہی ہوں۔"

سپاہی نے ایک نظر آئرین پر ڈالی۔ پھر خاموشی سے راستہ دے دیا۔ دونوں شہر سے نکل گئیں۔

جس مقام کا انتخاب ماہ جبین نے کیا تھا۔۔ وہ شہر سے خاصا دور، سنسان پتھریلی جگہ تھی۔

جہاں نہ کوئی آبادی تھی۔۔ نہ کسی راہ گیر کا گزر۔ راستے بھر گلنار کے دل میں ایک ہی سوال اٹھتا رہا۔

"اگر اسے مارنا ہی ہے۔۔۔ تو اتنی دور لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔۔ قدم بار بار رک رہے تھے۔ آخر وہ ایک بڑے پتھر کے پاس رک گئی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔"

آئرین خاموشی سے پتھر پر بیٹھ گئی۔ گلنار چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ آواز میں بولی،

"جانتی ہو۔۔ میرے اندر کیا کمی ہے؟"

آئرین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ گلنار کی آواز بھرانے لگی۔

"کیوں ہر کوئی مجھے کمتر سمجھتا ہے؟ کیوں ہمیشہ مجھے ہی حکم ماننا پڑتا ہے؟"

"اور تم۔۔ تمہیں آئے چند ہی دن ہوئے ہیں۔۔ مگر ہر کوئی تمہاری فکر کرتا ہے۔"

آئرین کو گلنار کی لمبی باتوں میں سے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

اس نے صرف چند الفاظ پہچانے۔۔اسے لگا۔۔ شاید گلنار بھی۔۔اسی کی دنیا کی کوئی لڑکی ہے۔۔جو کسی طرح یہاں آکر پھنس گئی ہے۔

"راستہ۔۔۔"اس نے اپنی ڈائری میں لکھا ہوا لفظ یاد کرنے کی کوشش کی۔

پھر ٹوٹی پھوٹی اردو میں مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا،

"ہم۔۔دونوں۔۔مل جائے گا۔۔"

گلنار نے اسے خالی نظروں سے دیکھا۔ پھر اچانک اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اسے اپنا بچپن یاد آنے لگا۔۔وہ دن جب کئی کئی راتیں بھوکی سوئی تھی۔۔وہ وقت جب کسی نے اس کے سر پر ہاتھ تک نہیں رکھا۔۔

اور آج بھی۔۔وہ صرف ایک خادمہ تھی۔۔ صرف حکم ماننے والی۔۔اس کی اپنی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

اس نے لرزتے ہاتھوں سے ماہ جبین کا دیا ہوا چاقو نکالا۔آئرین کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

گلنار آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔۔اور چاقو اس کے گلے پر رکھ دیا۔

آئرین کی سانس رک گئی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔اس نے صرف گلنار کی آنکھوں میں بہتے آنسو دیکھے۔

گلنار کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔چاقو ایک لمحہ بھی سیدھا نہ رہ سکا۔

"میں۔۔میں نہیں کر سکتی۔۔"وہ زور سے چیخی۔

اگلے ہی لمحے اس نے چاقو پوری قوت سے دور پھینک دیا۔چاقو پتھریلی زمین سے ٹکرایا تو ایک تیز آواز گونجی۔

"میں نہیں کر سکتی۔۔۔"گلنار نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

اس کی آواز آنسوؤں میں ڈوب گئی۔

اور اسی لمحے۔۔ فضا کو چیرتی ہوئی ایک تیز سیٹی سنائی دی۔ ایک تیر ہوا کو چیرتا ہوا آیا اور گلنار کے کندھے میں جا پیوست ہوا۔

گلنار کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ اس کا جسم ایک دم لڑکھڑایا۔ آئرین گھبرا کر اس کی طرف لپکی۔

گلنار نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا۔

دائیں طرف۔۔ خاموش پتھریلی زمین۔ بائیں طرف۔۔ سنسان راستہ۔

دور تک کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ گلنار کی آنکھوں میں خوف اتر گیا۔

اسے صرف اتنا سمجھ آیا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا تھا۔

اس نے زخمی کندھے پر ہاتھ رکھا، درد سے چہرہ سکیڑا اور پھر پوری قوت سے شہر کی سمت دوڑ پڑی۔

آئرین اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں۔ وہ پتھر کی مانند ساکت کھڑی رہ گئی۔

اس کے ذہن میں صرف ایک خیال بار بار ابھر رہا تھا۔

اگر گلنار بھی۔۔ میری ہی دنیا سے ہے؟ اگر وہ بھی میری طرح اس دنیا میں پھنس گئی ہے۔۔

تو کیا اسے بھی اپنے گھر واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں ملا؟

اس کی آنکھیں دور ہوتی گلنار پر جمی رہیں۔

اور پہلی بار اسے اپنے سوال سے زیادہ۔۔ اس سوال کے جواب سے خوف محسوس ہوا۔

دوسری طرف۔۔ سکندر اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ شہر سے خاصے فاصلے پر گھوڑوں پر سوار واپس جا رہا تھا۔

اچانک اس کی نظر دور ایک پتھریلی جگہ پر پڑی۔ تینوں نے گھوڑے روک لیے۔ وہاں دو لڑکیاں کھڑی تھیں۔

ایک کے ہاتھ میں چاقو تھا۔۔ اور دوسری بے حس و حرکت اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ سکندر نے نظریں سکیڑ کر دیکھا۔

آسمانی رنگ کا نہایت نفیس لباس۔۔ باریک مصری ململ۔۔ اور سر پر اسی رنگ کا بندانا۔۔ وہ کوئی عام لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔

"یہ شاہی محل کی کوئی لڑکی معلوم ہوتی ہے۔"اس نے دھیمی آواز میں کہا،

اگلے ہی لمحے منظر بدل گیا۔چاقو تھامے گلنار نے کانپتے ہاتھ سے وہ دھار آہستہ آہستہ آئرین کی گردن کی طرف بڑھائی۔

سکندر کے ہاتھ نے بے اختیار ترکش کی طرف راستہ لیا۔ایک ہی حرکت میں تیر کمان پر چڑھ گیا۔اس کی انگلی ڈوری پر تن گئی۔

مگر پھر۔۔عین اسی لمحے گلنار کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر دور جا گرا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

سکندر کی انگلی ڈوری پر ہی ٹھہری رہی۔اس نے چند لمحے خاموشی سے اس منظر کو دیکھا۔

پھر اس کی نظر گلنار کے چہرے پر گئی۔اور جیسے اچانک اسے سب سمجھ آ گیا۔

سکندر نے تیر کا رخ گلنار کے کندھے کی طرف کیا۔اگلے ہی لمحے ڈوری چھوٹی۔

تیر بجلی کی سی تیزی سے نکلا اور جا کر گلنار کے کندھے میں پیوست ہو گیا۔

گلنار ایک لمحے کو لڑکھڑائی۔۔پھر زخمی کندھے کو تھامے شہر کی طرف دوڑ پڑی۔

سکندر نے کمان آہستہ سے نیچے کر لی۔

بس چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔جیسے اس کے ذہن میں ابھی کوئی اور سوال جنم لے رہا ہو۔

کافی فاصلے پر۔۔چٹانوں کی اوٹ میں مراد کے سپاہی اپنی اپنی کمین گاہوں میں دبکے بیٹھے تھے۔

نگاہیں بار بار اسی راستے پر اٹھ جاتیں جہاں سے انہیں اپنے شکار کے نمودار ہونے کی توقع تھی۔

"ابھی تک نہیں آئی۔۔۔"ایک سپاہی نے بے چینی سے دور افق کو دیکھا۔

"شاید راستہ بدل لیا ہے۔"دوسرے نے دانت بھینچتے ہوئے کہا،

"یوں بیٹھے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا۔" تیسرے نے تلوار کی گرفت مضبوط کی اور اٹھتے ہوئے بولا،

"پھیل جاؤ۔۔۔انہیں تلاش کرو۔"

چند ہی لمحوں میں چٹانوں کے پیچھے چھپی کمین گاہیں خالی ہو چکی تھیں۔ مراد کے سپاہی مختلف سمتوں میں پھیل گئے۔

ادھر۔۔گلنار زخمی حالت میں لڑکھڑاتی ہوئی شہر کی حدود میں داخل ہوئی۔

اس کے لباس پر خون کے دھبے پھیل چکے تھے اور ہر قدم کے ساتھ اس کا زخمی کندھا درد سے تڑپ اٹھتا۔

سانس اس قدر بے ترتیب ہو رہی تھی کہ اسے چند قدم چلنا بھی دشوار محسوس ہو رہا تھا۔

اسی وقت دربار برخاست ہو چکا تھا۔ امراء ایک ایک کر کے محل کے وسیع صحن سے باہر نکل رہے تھے۔

اچانک گلنار کی نظر سامنے سے آتے ہوئے بہرام پر پڑی۔

اسے دیکھتے ہی جیسے اس کے اندر باقی ماندہ طاقت بھی لوٹ آئی۔

"بہرام۔۔۔!" بہرام نے آواز سنتے ہی پلٹ کر دیکھا۔

اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اس نے اسے سنبھالتے ہوئے پریشانی سے پوچھا،

"یہ کیا ہوا؟"

گلنار نے کچھ کہنا چاہا، مگر سانس نے ساتھ نہ دیا۔ چند لمحے بعد بمشکل الفاظ اس کے لبوں سے نکلے۔

"آ۔۔۔آئرین۔۔۔"

بہرام کے چہرے پر فوراً تشویش ابھری۔ گلنار نے ہانپتے ہوئے کہا،

"وہ۔۔شہر سے باہر ہے۔۔وہ واپس نہیں آئی۔۔"

"اور۔۔کسی نے ہم پر حملہ کر دیا۔۔"

بہرام کے چہرے کے تاثرات ایک دم بدل گئے۔ اس نے مزید کچھ پوچھنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔

اچانک اس کی آواز پورے صحن میں گونجی۔

"گھوڑے تیار کرو!"

چند ہی لمحوں میں محل کا سکون گھوڑوں کی ٹاپوں میں ڈوب گیا۔

بہرام سب سے آگے تھا، اور اس کے پیچھے شاہی سپاہیوں کا دستہ پوری رفتار سے شہر سے باہر نکل گیا۔

خبر بھی ان کے ساتھ ہی محل کی دیواروں کے اندر پھیل گئی۔

اور یہ خبر زیادہ دیر دربار کے در و دیوار تک محدود نہ رہ سکی۔

چند ہی لمحوں بعد سلطان بازید کے کانوں تک بھی یہ اطلاع پہنچ چکی تھی۔

سکندر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ واپس مڑنے ہی والا تھا کہ اچانک ایک ساتھی کی نگاہ دور افق پر جم گئی۔

اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ سکندر نے فوراً اس سمت دیکھا۔

دور، گرد اڑاتی ہوئی کئی گھڑ سواروں کی ایک جماعت تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

وہ مسلسل قریب آ رہے تھے۔ سکندر نے چند لمحے انہیں غور سے دیکھا۔ چہرے ڈھکے ہوئے تھے۔

لباس بھی شاہی سپاہیوں جیسا نہیں تھا۔

اس کی نگاہیں ایک لمحے میں سب سمجھ گئیں۔

"مراد کے آدمی۔۔۔"

تینوں نے فوراً اپنے نقاب چہروں پر کھینچ لیے۔

مگر سکندر کی نظر اگلے ہی لمحے آئرین پر جا ٹھہری۔

وہ اب بھی کھلے میدان میں کھڑی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی۔۔۔

سکندر نے فوراً کمان اٹھائی۔ڈوری تنی۔۔

اور اگلے ہی لمحے تیر آئرین کے بالکل قریب سے گزرتا ہوا پیچھے موجود پتھر سے جا ٹکرایا۔

آئرین کے دل کی دھڑکن جیسے رک گئی۔

پھر دوسرا تیر آیا۔۔۔پھر تیسرا۔۔۔اب اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ نشانے پر تھی۔

وہ گھبرا کر دوڑتی ہوئی اسی بڑے پتھر کی اوٹ میں جا چھپی۔

ادھر مراد کے سپاہیوں کی نگاہیں بھی سکندر اور اس کے ساتھیوں پر پڑ چکی تھیں۔

اگلے ہی لمحے کئی کمانیں ایک ساتھ اٹھیں۔

اور تیروں کی ایک بارش ان کی طرف لپکی۔

سکندر اور اس کے دونوں ساتھی فوراً اپنی ڈھالیں سامنے لے آئے۔

تیروں کی بوچھاڑ ڈھالوں سے ٹکراتی تو ایک کے بعد ایک تیز آواز سنائی دیتی۔

مگر جو تیر کسی طرح ڈھالوں سے بچ کر آئرین کی سمت بڑھتا۔۔۔سکندر کا تیر اسے راستے ہی میں جا لیتا۔

ایک تیر۔۔پھر دوسرا۔۔پھر تیسرا۔۔

وہ خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ آخر کیوں اس کی نگاہ بار بار اسی اجنبی لڑکی کی طرف جا رہی تھی۔وہ اسے جانتا تک نہیں تھا۔

پھر بھی جب بھی کوئی تیر اس کی سمت بڑھتا۔۔۔اس کی انگلی خود بخود کمان کی ڈوری تک پہنچ جاتی۔

دوسری طرف مراد کے سپاہی مسلسل تیر برسا رہے تھے۔ابھی کسی نے تلوار نہیں کھینچی تھی۔

اس سنسان میدان میں اس وقت صرف کمانوں کی آوازیں،ہوا کو چیرتے ہوئے تیروں کی سنسناہٹ اور دور سے آتی گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دے رہی تھیں۔

اور ان سب کے بیچ۔۔آئرین پہلی بار اپنی زندگی میں جنگ کے اتنے قریب کھڑی تھی۔

ہر سمت سے آتے تیروں کی آوازیں۔۔گھوڑوں کی بے قرار ٹاپیں۔۔

اور کبھی کبھار کسی زخمی کی چیخ۔۔اس کا پورا وجود خوف سے لرزنے لگا۔

اس نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے۔

مگر تیروں کی سنسناہٹ پھر بھی اس کے وجود میں اترتی جارہی تھی۔

اس نے آنکھیں بند کرلی اور اپنی زبان میں جو دعائیں اسے یاد تھیں۔۔۔ایک کے بعد ایک پڑھنے لگی۔

اس کے ہونٹ مسلسل کانپ رہے تھے۔

اچانک۔۔ایک تیر آکر سکندر کی ٹانگ میں پیوست ہوگیا۔وہ ایک گٹھنے کے بل زمین پر آگیا۔

اس کے دونوں ساتھی فوراً اس کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہوگئے۔دور سے بہرام کی آواز گونجی۔

شاہی سپاہ پوری رفتار سے ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔سکندر نے ایک نظر بہرام کو دیکھا۔

"پیچھے ہٹو!"پھر دانت بھینچتے ہوئے بولا،

دونوں ساتھیوں نے اسے سہارا دیا۔

تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئے۔۔اور جنگل کی طرف تیزی سے نکل گئے۔

بہرام جب تک وہاں پہنچا۔۔نقاب پوش نظروں سے اوجھل ہوچکے تھے۔

بہرام نے بھی دور جاتے ہوئے ان تینوں نقاب پوشوں کو دیکھ لیا تھا۔

"کون تھے یہ لوگ؟"اس سوال کا جواب وہاں موجود کسی شخص کے پاس نہیں تھا۔

مراد کے سپاہیوں نے دوبارہ حملہ کردیا۔

اب صرف تیروں کی بارش نہیں ہورہی تھی۔دونوں طرف کے گھڑسوار آمنے سامنے آچکے تھے۔

تلواریں نیاموں سے باہر آگئیں۔فولاد سے فولاد ٹکرانے کی آوازیں پورے میدان میں گونجنے لگیں۔

کئی سپاہی گھوڑوں سے نیچے آ گرے۔ کئی شدید زخمی ہوئے۔

چند لمحوں کی خون ریز جھڑپ کے بعد۔۔جب مراد کے سپاہیوں نے دیکھا کہ شاہی کمک مسلسل بڑھتی جا رہی ہے تو ان کے سردار نے بلند آواز میں حکم دیا،

"پیچھے ہٹو!" ایک ایک کر کے وہ میدان چھوڑ کر جنگل کی طرف بھاگ نکلے۔

بہرام نے تعاقب کا حکم تو دیا۔ مگر گھنا جنگل چند ہی لمحوں میں انہیں اپنی آغوش میں چھپا چکا تھا۔

اب میدان میں صرف زخمی سپاہیوں کی کراہیں۔۔ٹوٹے ہوئے تیروں۔۔

اور خون آلود تلواروں کی چمک باقی رہ گئی تھی۔

بہرام نے فوراً نظریں گھما کر اس بڑے پتھر کی طرف دیکھا۔۔

جہاں آئرین ابھی تک دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے، خوف سے سمٹی بیٹھی تھی۔

اسے شاید اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔کہ چند لمحے پہلے۔۔وہ خود ایک جنگ کے عین درمیان موجود تھی۔

وہ پتھر کے ساتھ بیٹھی کانپ رہی ہوتی ہے۔

بہرام اسے ہلانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر آئرین جیسے سکتے میں ہو۔۔

دور سے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دیتی ہے۔ سب سپاہی فوراً راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔

سلطان محمد بازید خود وہاں پہنچتے ہیں۔

وہ گھوڑے سے اترتے ہیں۔ چاروں طرف ایک نظر ڈالتے ہیں۔ خون۔۔لاشیں۔۔ٹوٹے ہوئے تیر۔۔

پھر ان کی نظر آئرین پر پڑتی ہے۔ وہ چند قدم آگے بڑھتے ہیں۔ آئرین ابھی بھی دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے بیٹھی ہوتی ہے۔

اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے ہوتے ہیں۔ سلطان چند لمحے خاموش اسے دیکھتے ہیں۔

پھر پہلی بار۔۔نہایت آہستہ لہجے میں کہتے ہیں،

"آئرین۔۔۔"

وہ کوئی جواب نہیں دیتی۔جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔

سلطان نے یونس کی طرف دیکھا۔یونس فوراً آگے بڑھا۔

اس نے قلم،ورق اور پانی سے بھرا ایک پیالہ آئرین کے قریب رکھ دیا۔پھر خاموشی سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔

اسی دوران۔۔بہرام نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ تمام زخمیوں کو محل لے جاؤاور باقی لوگ میدان کی تلاشی لو۔

چند ہی لمحوں میں میدان خالی ہونے لگا۔زخمی سپاہی اٹھائے جا چکے تھے۔لاشیں بھی لے جائی جا رہی تھیں۔

آخر کار وہاں صرف بہرام، تیمور، یونس، ارسلان اور سلطان باقی رہ گئے۔

سلطان نے ایک گہرا سانس لیا پھر آہستہ سے آکر آئرین کے دائیں جانب، کچھ فاصلے پر، زمین پر بیٹھ گئے۔

ان کے بیٹھنے میں بھی وہی ٹھہراہوا وقار تھا جو ہمیشہ ان کے ہر انداز میں دکھائی دیتا تھا۔

مگر آج ان کے سامنے نہ کوئی دشمن تھا۔۔نہ کوئی مقدمہ۔۔نہ کوئی فیصلہ سنانے والا دربار۔

صرف ایک خوف زدہ لڑکی تھی، جو شاید ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ چند لمحے پہلے اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

کچھ دیر دونوں کے درمیان مکمل خاموشی رہی۔

سلطان نے پہلی بار اسے اتنی قریب سے دیکھا۔

آسمانی رنگ کی باریک مصری ململ۔۔چہرے پر بہتے آنسو۔۔

بکھرے ہوئے بال۔۔اور خوف سے ساکت آنکھیں۔

وہ واقعی کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

اور اسی لمحے انہیں پہلی بار احساس ہوا انہیں کسی خوف زدہ انسان کو تسلی دینا آتا ہی نہیں تھا۔

وہ تو ہمیشہ حکم دیتے آئے تھے، لوگ ان کے سامنے سر جھکاتے تھے۔

وہ سوالوں کے جواب دیتے تھے، فیصلے سناتے تھے، راستے دکھاتے تھے۔

مگر کسی کے خوف کو کیسے چھوا جاتا ہے؟ کسی کے کانپتے دل کو کیسے یقین دلایا جاتا ہے؟

یہ شاید وہ زبان تھی جس سے سلطان محمد بازید کبھی واقف ہی نہیں ہوئے تھے۔

انہوں نے نظریں جھکالیں۔ کچھ لمحے خاموش بیٹھے رہے، جیسے اپنے ہی اندر الفاظ تلاش کر رہے ہوں۔

آخر کار انہوں نے آہستہ سے کہا،

"پانی پی لو۔"

لہجہ اب بھی وہی تھا۔۔ ٹھہرا ہوا، مضبوط اور کچھ ایسا جیسے کوئی حکم دیا جا رہا ہو۔ آئرین نے آہستہ سے سر اٹھایا۔

اس کی سرخ، آنسوؤں سے بھری آنکھیں سلطان کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔

سلطان کو فوراً محسوس ہوا کہ شاید یہ الفاظ کافی نہیں تھے۔ مگر اب کیا کہا جائے؟

وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے، پھر نظریں جھکالیں۔

ایک ایسی لڑکی۔۔ جس کی پوری دنیا ایک ہی لمحے میں اجنبی ہو گئی ہو۔

جسے نہ اپنی زمین کا یقین رہا ہو، نہ اپنے زمانے کا۔۔ نہ یہ معلوم ہو کہ وہ دوبارہ کبھی اپنے گھر پہنچ بھی سکے گی یا نہیں۔

ایسے خوف کو چند لفظوں میں کیسے سمیٹا جا سکتا تھا؟

سلطان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے۔۔ مگر الفاظ نہ ملے۔ وہ پھر خاموش ہو گئے۔

آخر کار انہوں نے آئرین کی طرف دیکھا۔

اور جیسے اپنے اندر کے تمام الجھے ہوئے الفاظ میں سے صرف دو لفظ چن سکے۔ نہایت آہستہ بولے،

"گھبراؤ نہیں۔۔۔"

بس دو لفظ۔

لیکن ان دو لفظوں کو کہنے میں۔۔انہیں شاید پوری زندگی کی سب سے زیادہ دیر لگی تھی۔

وہ پھر خاموش ہو گئے۔شاید سلطان کو احساس ہوا تھا۔۔کہ کسی کو جنگ جیتنے کا حوصلہ دینا آسان ہے۔

مگر ایک خوف زدہ دل کو یہ یقین دلانا کہ اب وہ محفوظ ہے۔۔اس سے کہیں زیادہ مشکل۔

آخر انہوں نے آہستہ سے یونس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

یونس فوراً قلم اور ورق ان کے ہاتھ میں رکھ گیا۔سلطان نے ورق اپنی گود میں رکھا۔

چند لمحے سوچتے رہے۔۔پھر قلم اٹھا کر اس پر لکھنے لگے۔

آئرین نے آہستہ آہستہ اپنے کانوں سے ہاتھ ہٹا دیے۔اس کی نظریں سیدھی سلطان پر جم گئیں۔

وہ حیران تھی۔۔ایک پوری سلطنت کا حکمران، جس کے ایک حکم پر ہزاروں تلواریں نیام سے باہر آجاتی تھیں۔۔

وہ اس وقت کسی تخت پر نہیں۔۔بلکہ اس کے ساتھ زمین پر بیٹھا تھا۔

نہ اسے اپنے شاہی وقار کی فکر تھی، نہ اپنے لباس کی، نہ اس بات کی کہ سپاہی اسے اس حال میں دیکھ رہے ہیں۔

وہ صرف خاموشی سے کچھ لکھ رہا تھا۔کچھ ہی لمحوں بعد سلطان نے قلم رکھ دیا۔

اس کے بعد انہوں نے ورق پر دو عدد لکھے۔

2026

اور اس کے نیچے۔۔1626

انہوں نے قلم کی نوک۔۔2026۔۔پر رکھی۔پھر آئرین کی طرف دیکھا۔

آئرین نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔

سلطان نے پھر قلم۔۔1626۔۔پر رکھا۔اس بار بھی کچھ نہ بولے۔

آئرین نے دوبارہ اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیسے وہ سلطان کے بغیر کہے ہی سمجھ رہی ہو۔۔کہ وہ کیا پوچھ رہے ہیں۔

سلطان چند لمحے ورق کو دیکھتے رہے۔انہوں نے قلم دوبارہ۔۔2026۔۔پر رکھا۔۔پھر آہستہ آہستہ بولے،

"یہ۔۔کسی کو نہیں بتانا۔"

آئرین خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔سلطان نے بات جاری رکھی۔

"اگر تم لوگوں کو بتاؤ گی کہ تم کہاں سے آئی ہو۔۔تو لوگ تمہیں استعمال کریں گے۔۔"

"اور ممکن ہے۔۔سلطنت کے خلاف بھی تمہیں استعمال کیا جائے۔"

آئرین کچھ سمجھ رہی تھی۔۔کچھ نہیں۔سلطان نے دوبارہ ورق کی طرف دیکھا۔

انہوں نے 2026 پر ایک موٹی سی لکیر کھینچ دی پھر اپنی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"کسی کو نہیں، کسی خادمہ کو نہیں۔۔بہرام کو نہیں۔۔"

"اپنے استاد شیخ نجم الدین کو بھی نہیں۔۔۔"

"کسی شہزادی کو بھی نہیں۔۔اور جس پر تمہیں سب سے زیادہ بھروسہ ہو۔۔اسے بھی نہیں۔"

"کوئی نہیں جانتا۔۔قیامت کب آئے گی۔"پھر دھیمی آواز میں بولے،

"لیکن اگر لوگوں نے تمہارے زمانے کا سن لیا۔۔وہ تم سے ڈریں گے۔۔"

"اور جس چیز سے لوگ ڈر جائیں۔۔اسے زندہ نہیں چھوڑتے۔"

چند لمحے خاموشی چھا گئی۔پھر سلطان نے آہستہ سے قلم دوبارہ ورق پر رکھا۔

سلطان چند لمحے خاموش رہے۔پھر آہستہ سے پوچھا،

"تم۔۔یہاں کیسے آئیں؟"

آئرین نے سوال سنا۔وہ کچھ دیر سلطان کو دیکھتی رہی۔پھر آہستہ سے سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔"

وہ الفاظ ڈھونڈنے لگی۔پھر اچانک جیسے اسے کچھ یاد آیا۔

اس نے دونوں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے۔۔سر ذرا ایک طرف جھکایا۔۔اور آنکھیں بند کر لیں۔

جیسے کسی کے سونے کا انداز بنا رہی ہو۔سلطان خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

اگلے ہی لمحے۔۔آئرین نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔

اور ٹوٹی پھوٹی اردو میں بولی،

"آنکھ۔۔کھولا۔۔میں۔۔یہاں"

پھر اس نے دونوں ہاتھ بے بسی سے پھیلا دیے۔

"کیسے۔۔نہیں معلوم۔"

اس کے چہرے پر ایسی معصوم الجھن تھی۔۔جیسے وہ خود بھی اپنے جواب سے مطمئن نہ ہو۔

سلطان کی نظریں چند لمحے اس کے چہرے پر ٹھہری رہیں۔

عقل۔۔اب بھی اس کی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔

مگر دل۔۔یہ گواہی دے رہا تھا کہ یہ لڑکی جھوٹ نہیں بول رہی۔

شاید۔۔اسے واقعی نہیں معلوم تھا۔۔کہ وہ اس دنیا میں آئی کیسے۔

پھر آخری بار آئرین کی طرف دیکھا۔نہایت سنجیدہ لہجے میں بولے،

"جب تک تم اس سلطنت میں ہو۔۔۔بھول جاؤ کہ تم کہاں سے آئی ہو۔"

"اور آئندہ۔۔۔"انہوں نے ایک لمحہ توقف کیا۔

"کسی کے سامنے اس بات کا ذکر نہیں کرنا۔"

اب یہ نصیحت نہیں۔۔سلطان کا حکم تھا۔آئرین نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔

سلطان نے ورق تہہ کیا۔اپنی مٹھی میں دبایا۔اور اٹھ کر اپنے گھوڑے کی طرف چل پڑے۔

بہرام نے آہستہ سے آئرین کے قریب آکر پانی کا پیالہ اس کی طرف بڑھایا۔

"پانی پی لیجیے۔"پھر سپاہیوں کو اشارہ کیا۔

"انہیں بگھی میں بٹھاؤ۔۔"

دوسری طرف۔۔گلنار لڑکھڑاتے قدموں سے محل میں داخل ہوئی۔

اس کے کندھے سے اب بھی خون رس رہا تھا۔

وہ سیدھی ماہ جبین کے حجرے میں پہنچی۔

ماہ جبین نے جیسے ہی اسے دیکھا۔۔فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گلنار!"

"یہ۔۔۔یہ تمہیں کیا ہوا؟"

گلنار کی آنکھوں میں غصہ بھر آیا۔وہ چیخ اٹھی۔

"آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا!"

"وہاں۔۔وہاں اور لوگ بھی تھے!"

ماہ جبین کا چہرہ فوراً سخت ہو گیا۔وہ ایک قدم آگے بڑھی۔اور دھیمی مگر رعب دار آواز میں بولی،

"اپنی آواز آہستہ رکھو۔"

"تمہیں اندازہ بھی ہے۔۔تم کس سے بات کر رہی ہو؟"

گلنار کی آنکھوں میں ایک لمحے کو نفرت چمکی۔

ایسی نفرت۔۔جو شاید برسوں کی محرومیوں سے جنم لیتی ہے۔

مگر اگلے ہی لمحے۔۔وہ گھٹنوں کے بل گر گئی۔ماہ جبین کے قدم پکڑ لیے۔رندھی ہوئی آواز میں بولی،

"معاف کر دیجیے، شہزادی۔۔۔"

"مجھے۔۔مجھے ہوش ہی نہیں رہا تھا۔"

ماہ جبین کے چہرے کی سختی آہستہ آہستہ نرم پڑ گئی۔وہ بھی اس کے برابر بیٹھ گئی۔

پہلے اس کے زخمی کندھے کو دیکھا۔۔پھر دھیمی آواز میں پوچھا،

"آئرین۔۔وہ ٹھیک تو ہے؟"

"آپ تو اسے مروا دینا چاہتی تھیں۔"گلنار نے چونک کر سر اٹھایا۔

"پھر اب اس کی فکر کیوں؟"

ماہ جبین چند لمحے خاموش رہی۔اس نے نظریں چرائیں۔پھر نہایت دھیمی آواز میں بولی،

"اب مجھے خود بھی سمجھ نہیں آ رہا۔"

یہ کہہ کر اس نے گلنار کے کندھے سے خون صاف کرنا شروع کر دیا۔

"آؤ۔۔پہلے تمہارے زخم پر مرہم لگا دوں۔"

"میں نہیں چاہتی۔۔تمہیں کوئی سزا ملے۔"

گلنار خاموش بیٹھی رہی۔وہ پہلی بار اپنی شہزادی کو اس قدر الجھا ہوا دیکھ رہی تھی۔

اور شاید۔۔ماہ جبین بھی پہلی بار خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

مجلس خانے میں غیر معمولی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہی مجلس خانہ۔۔ جہاں سلطان اپنے اہلِ خانہ اور قریبی لوگوں کے ساتھ سلطنت کے اہم معاملات پر مشورہ کیا کرتے تھے۔

آج وہاں سب موجود تھے۔ سوائے حضرت حفصہ خاتون کے۔

خالہ اماں، ماہ جبین، شہزادی ملکہ، آئرین، بہرام، تیمور، یونس، ارسلان، وزیر بدرالدین اور خود سلطان محمد بازید۔

سب احترام سے کھڑے تھے۔ سلطان بھی کھڑے تھے۔

انہوں نے خود بیٹھنے کی زحمت کی۔۔ نہ کسی اور کو بیٹھنے کا حکم دیا۔

کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ پھر سلطان نے نہایت پر سکون لہجے میں پوچھا،

"کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔"

"کہ کوئی ایک اجنبی لڑکی کو قتل کرنے کے لیے۔۔۔"

"اپنے اتنے آدمی بھیج دے؟"

مجلس پر پھر خاموشی چھا گئی۔ ہر شخص سوچ رہا تھا۔۔ مگر کسی کے پاس جواب نہ تھا۔

سلطان کی نظریں آہستہ آہستہ ماہ جبین کی طرف اٹھیں۔

"اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔ کہ ایک ایسی لڑکی۔۔ جسے اس سلطنت کے راستوں تک کا علم نہیں"

"وہ عین اسی وقت، عین اسی مقام پر پہنچ جائے۔۔ جہاں اس کے قاتل پہلے سے موجود ہوں؟"

محفل میں کھڑے ہر شخص نے بے اختیار سر جھکا لیا۔

خاموشی پہلے سے بھی زیادہ گہری ہو گئی۔ پھر سلطان نے نگاہ بہرام کی طرف موڑی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔۔ کہ آئرین وہاں موجود ہے۔۔ اور اس پر حملہ ہو رہا ہے؟"

"گستاخی معاف، میرے سلطان۔" بہرام نے فوراً سر جھکالیا۔

"آئرین نے اپنی خادمہ گلنار سے خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ تازہ ہوا کے لیے شہر سے باہر جانا چاہتی ہے۔"

"گلنار اسے اپنے ساتھ لے گئی۔"

"پھر واپس آکر اس نے بتایا۔۔ کہ وہاں کسی نے آئرین پر حملہ کر دیا ہے۔۔ اور وہ خود بھی زخمی ہو گئی ہے۔"

"وہ ہمیں خبر دینے آئی تھی۔۔ تاکہ ہم بروقت پہنچ کر آئرین کو بچا سکیں۔"

سلطان خاموشی سے سنتے رہے پھر انہوں نے نہایت سرد لہجے میں کہا،

"بہرام۔۔۔"

"تمہیں معلوم ہے، اس پورے محل میں۔۔ سب سے آسانی سے کس کو بے وقوف بنایا جا سکتا ہے؟"

بہرام نے حیرت سے سر اٹھایا۔ سلطان نے جواب خود ہی دیا۔

"تمہیں۔۔۔"

پھر ان کی نگاہ ماہ جبین پر جا ٹھہری۔

"اور ماہ جبین کو۔۔"

مجلس میں جیسے سانسیں رک گئیں۔ سلطان کی نظریں اب بھی ماہ جبین پر تھیں۔

"اگر زندگی میں کبھی تمہیں یہ محسوس ہو کہ تم کسی کو استعمال کر رہی ہو۔۔"

وہ ایک لمحہ رکے۔ پھر آہستہ مگر انتہائی گہرے لہجے میں بولے،

"تو یہ جملہ بار بار لکھا کرو، شاید۔۔۔ کوئی مجھے استعمال کر رہا ہے۔"

"کیونکہ جو شخص خود کو سب سے زیادہ چالاک سمجھنے لگے۔۔ اکثر وہی دوسروں کی چال کا پہلا شکار بنتا ہے۔"

پورا مجلس خانہ مکمل خاموش ہو گیا۔ ماہ جبین کے چہرے کا رنگ آہستہ آہستہ بدلنے لگا۔

اسے محسوس ہوا۔۔کہ شاید سلطان نے کچھ دیکھا نہیں۔۔بلکہ سمجھ لیا ہے۔

سلطان کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ۔۔خالہ اماں ایک قدم آگے بڑھیں۔

ان کی آواز میں ناراضی بھی تھی اور اپنی بیٹی کے لیے فکر بھی۔

"میرے سلطان۔۔ماہ جبین پر اس طرح کا شبہ کرنا مناسب نہیں۔"

"وہ اس وقت دربار میں موجود تھی۔اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ آئرین کہاں گئی ہے۔"

"بلکہ۔۔وہ تو اسے اپنی سہیلی سمجھتی ہے۔"

انہوں نے آئرین کی طرف دیکھا۔چند لمحے خاموش رہیں۔پھر دھیرے سے بولیں،

"لیکن۔۔اب مجھے یقین ہونے لگا ہے۔۔کہ یہ لڑکی عام انسان نہیں۔"

"اس کے پاس ضرور کوئی ایسا اثر یا کوئی ایسی چیز ہے۔۔جو لوگوں کے دل بدل دیتی ہے۔"

"ورنہ سوچنے کی بات ہے۔۔یہ کل محل میں آئی اور آج ہر شخص اس کی طرف داری کرتا دکھائی دیتا ہے۔"

"یہ محض اتفاق نہیں ہو سکتا۔"

مجلس میں چند لوگ آہستہ سے سر ہلانے لگے۔اسی دوران ارسلان نے آگے بڑھ کر عرض کیا،

"میرے سلطان۔۔میں بھی خالہ اماں کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"جب سے یہ لڑکی محل میں آئی ہے۔۔کوئی نہ کوئی حادثہ رونما ہو رہا ہے۔"

"پہلے شاہی کتب خانے کا معاملہ، پھر آپ پر حملہ۔۔اور اب اس پر حملہ۔"

"یہ سب محض اتفاقات معلوم نہیں ہوتے۔"

تیمور نے بھی آہستہ سے کہا،

"میرے سلطان! ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے۔۔مگر شک ضرور پیدا ہوتا ہے۔"

مجلس میں ہر شخص کسی نہ کسی انداز میں اپنا شبہ ظاہر کر چکا تھا۔

صرف ایک شخص خاموش کھڑا تھا۔ وزیر بدرالدین۔

انہوں نے ایک نظر آئرین کو دیکھا۔۔ انہوں نے اس کے خلاف ایک لفظ نہ کہا۔

اور سلطان۔۔ اب بھی خاموش کھڑے سب کی باتیں سنتے رہے۔

ان کے چہرے سے یہ اندازہ لگانا ناممکن تھا۔۔ کہ وہ کس کی بات سے اتفاق کرتے ہیں۔۔ اور کس کی بات کو محض خوف کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔

اتنے میں بہرام نے بھی دھیمی آواز میں کہا،

"میرے سلطان! میں جادو پر یقین نہیں رکھتا لیکن۔۔۔"

"ایک بات ضرور ہے اس لڑکی سے ملنے کے بعد۔۔ انسان بے اختیار اس پر یقین کرنے لگتا ہے۔"

"حالانکہ وہ نہ دلیل دیتی ہے۔۔ نہ اپنی صفائی پیش کرتی ہے۔"

"دیکھیے!" ارسلان نے فوراً کہا،

"میں تو پہلے ہی یہی کہہ رہا تھا۔ یہی تو جادو ہے۔"

یونس نے بھی ہچکچاتے ہوئے سر جھکا لیا۔

"میرے سلطان۔۔ شاید۔۔ میں نے بھی کچھ ایسا ہی محسوس کیا ہے۔"

"کئی بار میں نے چاہا کہ اس سے سوال کروں۔۔ لیکن اسے دیکھتے ہی۔۔ دل نرم پڑ جاتا ہے۔"

"یہ عام بات نہیں۔"

شہزادی ملکہ نے بھی دھیرے سے کہا،

"میرے سلطان! میں نے بھی کل تک ایسا نہیں سوچا تھا۔۔۔"

"لیکن۔۔مجھے بھی لگتا ہے۔۔"

"میرے سلطان۔۔اب شاید آپ سمجھ گئے ہوں گے۔۔"ماہ جبین نے فوراً بات تھام لی۔

"آپ کو کیوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے قصور ہے۔"

"یہ سب اسی کے جادو کا اثر ہے،ورنہ ایک اجنبی لڑکی۔۔جسے کوئی جانتا تک نہیں۔۔"

"آخر سب کے دل میں اتنی جلدی جگہ کیسے بنا سکتی ہے؟"

مجلس میں موجود کئی لوگوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔آئرین خاموش کھڑی تھی۔

وہ ہر لفظ تو نہیں سمجھ پا رہی تھی لیکن اتنی اردو اب وہ سیکھ چکی تھی کہ لوگوں کے چہروں کے تاثرات۔۔

اور بار بار اپنا نام سن کر اندازہ لگا سکے۔۔کہ گفتگو اسی کے بارے میں ہو رہی ہے۔

وہی بہرام۔۔جس پر اس نے اس محل میں سب سے پہلے بھروسہ کیا تھا۔

آئرین نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔

اسے یقین ہی نہیں آیا۔۔کہ وہ بھی دوسروں کی طرح اسی پر شک کر رہا ہے۔

اس کی انگلیاں آہستہ آہستہ ایک دوسرے میں سمٹ گئیں،اس نے نظریں جھکا لیں۔

اس وسیع محل میں۔۔شاید اس کا کوئی نہیں۔پھر اس کی نگاہ آہستہ سے سلطان پر جا ٹھہری۔

وہ اب بھی خاموش کھڑے تھے۔

نہ اس کے حق میں ایک لفظ کہا۔۔نہ اس کے خلاف۔

اسی لمحے۔۔آئرین کو سلطان کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔

"کسی کو نہیں بتانا کہ تم کہاں سے آئی ہو۔۔۔"

اسے اب پہلی بار اس حکم کی وجہ سمجھ آنے لگی تھی۔

شاید۔۔اس پورے محل میں اگر وہ کسی پر بھروسہ کر سکتی تھی۔۔تو وہ صرف ایک شخص تھا۔

سلطان محمد بازید۔

سلطان نے سب کی بات آخر تک خاموشی سے سنی پھر بولے،

"جس مترجم کو اس کی زبان سمجھ آتی تھی۔۔اسے بھی قتل کر دیا گیا۔"

"صرف اس لیے۔۔کہ وہ اس لڑکی تک نہ پہنچ سکے۔"

ایک لمحے کے لیے مجلس خانے کی فضا جیسے منجمد ہو گئی۔

خالہ اماں کی آنکھوں میں خوف اتر آیا۔وہ بے اختیار ایک قدم آگے بڑھیں۔

"میرے سلطان۔۔اگر ایسا ہے تو یہ۔۔یہ کوئی ڈاین۔۔"

لفظ ابھی مکمل بھی نہ ہوا تھا۔کہ سلطان نے انتہائی آہستگی سے بس اپنا دایاں بازو آگے کر دیا۔

نہ کوئی جھٹکا۔۔نہ کوئی غصہ۔۔نہ آواز بلند ہوئی۔۔صرف ایک بازو۔۔

مگر اس ایک حرکت نے خالہ اماں اور آئرین کے درمیان ایسی حد کھینچ دی

جسے پار کرنے کی جرأت اس مجلس میں کسی میں نہ رہی۔

وہ بازو۔۔کسی سپاہی کی ڈھال سے زیادہ مضبوط تھا۔

کیونکہ وہ۔۔سلطانِ وقت کا بازو تھا۔

پورا مجلس خانہ خاموش ہو گیا۔آئرین سلطان کے عین پیچھے کھڑی تھی۔

اس نے آہستہ سے سر اٹھایا۔اس کی نگاہ سلطان کے پھیلے ہوئے بازو پر جا ٹھہری۔

جو اس وقت اس کے اور پوری دنیا کے درمیان دیوار بن کر کھڑا تھا۔

اس کی پوری زندگی۔۔ایک ہی چیز میں گزری تھی۔خود کو بچانے میں۔

کبھی کسی نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا۔ کبھی کسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر یہ نہیں کہا۔۔

"پہلے مجھ سے گزرنا ہو گا۔"

آج۔۔ سولہ سو چھبیس کی اس اجنبی دنیا میں۔۔

جہاں ہر شخص اسے جادو گرنی اور آفت سمجھ رہا تھا۔۔

وہاں کا سب سے طاقتور انسان۔۔ خاموشی سے اس کی ڈھال بن کر کھڑا تھا۔

آئرین کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اس نے بے اختیار پلکیں بند کر لیں۔

اس کے دل نے پہلی بار۔۔ زندگی میں پہلی بار۔۔ ایک عجیب سی خواہش کی۔

کاش۔۔ وقت یہی رک جائے۔

بس یہی لمحہ۔۔ یہی احساس۔۔ یہی حفاظت۔۔ اور اسے دوبارہ کبھی اپنی زندگی کے لیے اکیلے نہ لڑنا پڑے۔

سلطان کی نظریں اب بھی خالہ اماں پر تھیں۔ انہوں نے اپنا بازو واپس بھی نہ کھینچا۔

صرف دھیمے، مگر ایسے لہجے میں بولے جس میں حکم بھی تھا۔۔ اور فیصلہ بھی۔

"خالہ اماں۔۔۔"

"آج سے۔۔ یہ لڑکی میری مہمان ہے۔۔"

ہر لفظ مجلس خانے کی دیواروں سے ٹکرا کر لوٹ آیا۔

"اگر محل میں کوئی نقصان ہوا اور اس کی وجہ یہ نکلی۔۔ تو اس کی ذمہ داری۔۔ میں لیتا ہوں۔"

پھر پہلی بار ان کی آواز میں سختی اتر آئی۔

"لیکن۔۔" انہوں نے آہستہ آہستہ پوری مجلس پر نگاہ دوڑائی۔

"اگر کسی نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔۔"

"تو وہ صرف میری مہمان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ بلکہ میرے فیصلے کو للکارے گا۔"

"اور اس کی سزا۔۔ معافی نہیں ہو گی۔"

خاموشی۔

ایسی خاموشی۔۔ جس میں صرف دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔

پھر سلطان نے آخری جملہ کہا۔

"اگر مسئلہ اس کے محل میں رہنے کا ہے تو پھر۔۔ یہ محل میں نہیں رہے گی۔۔"

پوری مجلس چونک اٹھی۔ حتیٰ کہ وزیر بدرالدین نے بھی پہلی بار سر اٹھایا۔

اب کسی کے پاس اعتراض باقی نہیں رہا۔

اور وزیر بدرالدین کے لبوں پر ایک ایسی مسکراہٹ آئی۔۔ جو برسوں بعد امید کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

انہوں نے ادب سے سر جھکا کر عرض کیا،

"میرے سلطان! مجھے یقین ہے اس مجلس میں موجود کسی شخص کو۔۔ آپ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

اور آئرین۔۔ اب بھی سلطان کی پشت کے پیچھے کھڑی تھی۔

سلطان کی نظر بے اختیار آئرین پر پڑی۔ وہ اب بھی خاموشی سے ان کے پیچھے کھڑی تھی۔

مگر اگلے ہی لمحے۔۔ جیسے انہیں اپنی ہی حرکت کا احساس ہوا۔

انہوں نے فوراً اپنا بازو آہستگی سے پیچھے کر لیا۔ دل ہی دل میں خود کو ملامت کرنے لگے۔

آئرین ان کی ہر بات تو سمجھ نہیں آئی تھی مگر اتنا ضرور سمجھ آ گیا تھا۔۔

آج پہلی بار۔۔ کسی نے اسے تنہا کھڑا نہیں ہونے دیا۔

آئرین اپنے حجرے میں خاموش بیٹھی تھی۔

حجرے میں عجیب سا سکوت تھا۔ جو طوفان گزر جانے کے بعد رہ جاتا ہے۔

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ آئرین نے نظریں اٹھائیں۔ گلنار تھی۔

اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ کندھے پر بندھی پٹی اب بھی خون سے ہلکی سرخ ہو رہی تھی۔

وہ چند قدم اندر آئی۔۔ پھر نظریں جھکا لیں۔

"میں آپ سے معافی مانگنے آئی ہوں۔"

"میں بہت بری ہوں، آپ نے میرا کیا بگاڑا تھا پھر بھی۔۔" اس کی ہچکی بندھ گئی۔

"میں نے میں نے آپ کو مارنے کی کوشش کی۔۔۔"

یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ آئرین خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

اس کے دل میں ایک سوال کئی بار ابھرا۔ کیا گلنار بھی۔۔ 2026 سے آئی ہے؟

کیا وہ بھی۔۔ اسی کی طرح۔۔ اس زمانے میں پھنس گئی ہے؟

مگر۔۔ اگلے ہی لمحے سلطان کی آواز اس کے ذہن میں گونج اٹھی۔

"کسی کو نہیں بتانا کہ تم کہاں سے آئی ہو۔ کسی کو بھی نہیں۔۔"

اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔

اگر اس نے سلطان پر اعتبار کیا تھا، تو اب اسے۔۔ ان کی بات پر بھی اعتبار کرنا تھا۔

اس نے وہ سوال اپنے دل ہی میں دفن کر دیا۔ پھر خاموشی سے آگے بڑھی۔

گلنار کے سامنے زمین پر بیٹھ گئی۔ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"Friends...?"

گلنار نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

آئرین نے فوراً اپنی نئی سیکھی ہوئی اردو یاد کی۔ ہلکی سی جھجک کے ساتھ کہا،

"دوست ؟"

بس اتنا ہی۔ گلنار کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔

وہ روتے ہوئے آگے بڑھی۔۔ اور آئرین سے لپٹ گئی۔

آئرین نے بھی اسے خاموشی سے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ دونوں دیر تک کچھ نہ بولیں۔

آئرین تو اب بھی یہی سمجھ رہی تھی۔۔ کہ سلطان نے اسے صرف اس دن کے لیے بچایا ہے۔

وہ نہیں جانتی تھی، کہ اس محل میں رہنے کے لیے اب اسے صرف زندہ رہنا ہی نہیں۔۔ بلکہ اپنے وجود کا حق بھی ثابت کرنا ہو گا۔

اسی رات۔۔ محل کی راہداریوں میں خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔

گلنار اپنے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی نفیس لکڑی کی ڈبیا لیے محل کے محافظ کے پاس پہنچی۔

"اگر ممکن ہو۔۔۔" اس نے آہستہ سے کہا،

"سپاہی بہرام کو میرا پیغام پہنچا دیں۔"

محافظ نے سر جھکا کر اثبات میں جواب دیا۔

چند ہی لمحوں بعد۔۔ بہرام حیران سا وہاں آ پہنچا۔

"گلنار ؟ اس وقت ؟"

"یہ آپ کے لیے ہے۔" گلنار نے مسکرا کر لکڑی کی ڈبیا اس کی طرف بڑھا دی۔

"میرے لیے ؟" بہرام نے حیرت سے ڈبیا کی طرف دیکھا۔

"میری دوست کی جان بچائی۔" گلنار نے دھیرے سے کہا،

"یہ اسی کا شکریہ ہے۔"

بہرام نے ڈبیا کھولی۔

اندر عمدہ اخروٹ، بادام، پستے اور شہد میں لپٹے ہوئے خشک انجیر نہایت سلیقے سے رکھے تھے۔

"یہ سب شہزادی ماہ جبین نے مجھے دیے تھے۔۔" گلنار نے فوراً وضاحت کی،

"میں نے سوچا ان میں سے کچھ آپ کے لیے لے آؤں۔"

"نہیں، نہیں۔۔" بہرام فوراً ڈبیا بند کرتے ہوئے بولا،

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے تو اپنا فرض ادا کیا ہے۔"

گلنار نے ضد کرتے ہوئے ڈبیا پھر اس کی طرف بڑھا دی۔

"فرض اپنی جگہ، شکریہ اپنی جگہ۔۔ قبول کر لیجیے۔"

بہرام نے چند لمحے اسے دیکھا۔ پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،

"اچھا۔۔ لیکن بدلے میں مجھے کیا دینا ہوگا؟"

گلنار پہلے تو حیران ہوئی۔ پھر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

گلنار نے جان بوجھ کر سوچنے کا ڈرامہ کیا۔ ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے بولی،

"ہمم۔۔ سوچنے دیجیے۔۔"

چند لمحے بعد اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"وہ بابوج۔۔ جو آپ نے آئرین کو دلوانے تھے۔۔ بس وہی کافی ہوں گے۔"

"اچھا!" بہرام زور سے ہنس پڑا۔

"تو اصل مقصد اب سمجھ آیا۔"

"شکریہ میرا نہیں۔۔ بابوج کا تھا۔"

"جی۔۔۔"گلنار نے شرارت سے کندھے اچکائے۔

"تھوڑی سی سچائی تو ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"بہرام مسکراتے ہوئے بولا،

"جس دن مجھے فرصت ملی۔۔ میں خود تم دونوں کو بازار لے جاؤں گا۔"

"اور آئرین کے لیے بھی۔۔اور تمہارے لیے بھی۔۔ سب سے اچھے بابوج خریدوں گا۔"

"پکا وعدہ؟"گلنار کی آنکھوں میں پہلی بار سچی خوشی اتر آئی۔

"سپاہی بہرام کا وعدہ ٹوٹتا نہیں۔"بہرام نے دایاں ہاتھ سینے پر رکھا۔

"پھر میں یہ بات یاد رکھوں گی۔"گلنار ہنس دی۔

دونوں چند لمحے خاموش کھڑے رہے۔۔

اور شاید۔۔انہیں خود بھی احساس نہ تھا۔۔ کہ دوستی کا ایک ننھا سا رشتہ۔۔ آج خاموشی سے جنم لے چکا تھا۔

ویران حویلی کے ایک تاریک حجرے میں چراغ کی مدھم روشنی جل رہی تھی۔

مراد خاموشی سے میز کے سامنے کھڑا تھا۔ ظہیر کچھ دیر تک سوچتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا،

"آج کے بعد آئرین کو مارنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں۔"

"کیوں؟"مراد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیونکہ آج ہم نے ایک غلطی کر دی ہے۔"ظہیر نے گہرا سانس لیا۔

"اگرچہ ہمارے آدمی پہچانے نہیں گئے۔۔۔"

"لیکن اب سب کو یقین ہو چکا ہے کہ سلطنت میں کوئی نہ کوئی چھپا ہوا دشمن ضرور موجود ہے۔"

"اور جب دشمن ہوشیار ہو جائے۔۔ تو شکاری کو جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔"

مراد خاموشی سے سنتا رہا۔ ظہیر نے نقشے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا،

"چند ماہ کے لیے۔۔ مہر والے فرمان کی تلاش بھی روک دیتے ہیں۔"

"اتنی محنت کے بعد؟" مراد نے حیرت سے پوچھا،

"شکار ہمیشہ بھاگتے ہرن کے پیچھے نہیں دوڑتا۔۔" ظہیر ہلکا سا مسکرایا۔

"کبھی کبھی جھاڑیوں میں بیٹھ کر انتظار بھی کرتا ہے۔"

"اس وقت پورا محل جاگ رہا ہے۔ ہر شخص ایک دوسرے پر نظر رکھے ہوئے ہے۔"

"ایسے وقت میں ایک قدم بھی غلط پڑ گیا۔۔ تو برسوں کی محنت ضائع ہو جائے گی۔"

"بات تو درست ہے۔" مراد نے سر ہلایا۔

پھر چند لمحے سوچ کر بولا،

"ویسے بھی۔۔ اب آپ تو ہر وقت محل میں رہتے ہیں۔ آپ پر کسی کو ذرہ برابر بھی شک نہیں۔"

"آہستہ آہستہ سب پر نظر رکھیے۔ کون کس سے ملتا ہے۔۔ کون کیا سوچتا ہے۔۔"

"اور سلطان کس پر سب سے زیادہ اعتماد کرتا ہے۔"

"جب لوگوں کا شک ختم ہو جائے۔۔ اور سلطنت پہلے کی طرح بے فکر ہو جائے۔۔ تب وار کریں گے۔"

"اور آئرین۔۔۔" ظہیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اس سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"ابھی تک تو وہ خود بھی نہیں جانتی کہ وہ ہمارے کس کام آسکتی ہے۔"

"جلد بازی میں اسے مارنے سے بہتر ہے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کی موجودگی سے فائدہ کس کا ہو سکتا ہے۔"

ظہیر نے دھیمی آواز میں کہا،

"بعض اوقات دشمن کو زندہ چھوڑ دینا۔۔اسے مار دینے سے کہیں زیادہ فائدہ دیتا ہے۔"

مراد نے چراغ کی لو کو غور سے دیکھا۔پھر سرد لہجے میں بولا،

"تب فیصلہ یہی رہا فی الحال نہ فرمان ڈھونڈا جائے گا۔۔اور نہ آئرین کو چھیڑا جائے گا۔"

"پہلے۔۔وقت کو ہمارے حق میں ہونے دو۔"

چراغ کی لو ہلکی سی لرزی۔۔اور حجرے میں ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

اگلی صبح۔۔وزیر بدرالدین نے ایک خادم کے ذریعے آئرین کو اپنے حجرے میں بلوا بھیجا۔

آئرین اندر داخل ہوئی تو وہاں شیخ نجم الدین بھی موجود تھے۔اور ان کے ساتھ ایک اجنبی نوجوان کھڑا تھا۔

سنہری مائل بھورے بال، نیلی آنکھیں۔۔اور لباس بھی مقامی لوگوں سے مختلف۔

آئرین نے اسے دیکھا۔۔وزیر بدرالدین نے نرم لہجے میں کہا،

"آئرین۔۔تمہارے لیے جو مترجم بلایا گیا تھا۔۔"

"اسے قتل کر دیا گیا۔"چند لمحے خاموش رہے۔پھر آہستہ سے بولے،

"اسے قتل کر دیا گیا۔"وزیر نے بات جاری رکھی،

"لیکن اللہ نے ایک اور سبب پیدا کر دیا۔"

"یہ فرنگ سے آیا ہے۔"انہوں نے اپنے ساتھ کھڑے نوجوان کی طرف اشارہ کیا۔

"کئی برس پہلے شیخ نجم الدین کاشا گر دہ چکا ہے۔"

"تجارت کے سلسلے میں چند ماہ کے لیے یہاں آیا ہے۔"

"یہ تمہاری زبان بھی جانتا ہے اور ہماری زبان بھی۔"

"اب کچھ عرصہ۔۔ یہ تمہیں اردو سکھائے گا۔"

نوجوان چند لمحے آئرین کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

پھر اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔ اس نے روانی سے انگریزی میں کہا،

"So... you really do speak English."

آئرین کی آنکھیں یکدم پھیل گئیں۔

"Yes..."

"I do..."

پھر جلدی سے پوچھا،

"You're... from Europe?"

نوجوان ہنس پڑا۔

"Yes."

"My name is Adrian."

"I'll be your Urdu teacher."

آئرین کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"Finally..."

"Someone I can actually understand."

ایڈرین نے مسکرا کر جواب دیا،

"Not for long."

"Because very soon..."

"You'll understand Urdu as well."

شیخ نجم الدین مسکرا دیے۔

"تو پھر۔۔۔"

"آج سے تم دونوں کی تعلیم کا آغاز ہوتا ہے۔"